تعلیم کی ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ روایات کی تجدید کرے۔یوں تعلیم محض معاشرتی استحکام کا آلہ ہی نہیں بلکہ معاشرتی تغیر کا ایک وسیلہ بھی ہے۔ (5)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نزدیک " تعلیم و تربیت ایسے عمل کا نام ہے جس کے ذریعے انسانی کردار کی بالقُوّہ موجودات کو شعوری تحریکات کے ذریعے بالفعل کیا جاتا ہے۔" (6)

تعلیم کے مذکورہ بالا مفاہیم میں مرد کے ساتھ عورت کی تعلیم بھی شامل ہے چنانچہ اس کی روشنی میں تعلیمِ نسواں کی عوامی اہمیت کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔ عورتوں کی اہمیت کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے۔

(ترجمہ) اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ (7)

گویا انسانی معاشرے کا انحصار مردوں اور عورتوں دونوں پر ہے۔ طبقۂ نسواں کی اہمیت کے پیشِ نظر وفات کے وقت حضور نے تلقین کی کہ "میں تمہیں عورتوں کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں ان سے اچھا سلوک کرو۔ (8)

دراصل عورت انسانی سماج کا ایک رکن اور تمدن کی گاڑی کا پہیہ ہے۔انسانی سماج کو سنوارنے کی جتنی ذمہ داری ایک مرد کی ہے ، عورت کی ذمہ داری اس سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ (9)

تمدن کا ارتقاء مرد اور عورت دونوں کے اتحاد سے عمل میں آیا ہے۔جب تمدن کی اصلاح اور بگاڑ میں دونوں کا ہاتھ ہے تو کیا یہ غلطی نہ ہوگی کہ ایک کو نظر انداز کر کے

دوسرے کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کیا جائے ؟ کیا دنیا کا کوئی شخص اپنے جسم کے نصف حصے کو بیکار اور مفلوج کرنے کے بعد بھی صحیح طریقے سے زندگی کے میدان میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے ؟ (10)

بچے کی صحیح تعلیم اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ استاد بے حد شفیق اور مہربان ہو ۔ اس کی نفسیات اور مزاج سے واقف ہو ۔ سب سے بڑی بات یہ کہ بچہ خود اس سے محبت کرے ۔ اس کی سختی بھی اس کے لئیے گوارا ہو ۔ یہ جذبات ماں اور بچے کے درمیان جیسے ہوتے ہیں ۔ کسی بھی دوسری دو شخصیتوں کے درمیان کبھی ویسے جذبات نہیں ہو سکتے ۔ (11)

قدرت نے مخلوقات کو مختلف جنسوں اور گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے اور ہر گروہ کے خاص خاص فرائض اور خاص خاص وظائف قرار دئیے ہیں ۔ اور ان تمام کی انجام دہی کے لئیے چونکہ ایک ہی قسم کی جسمانی حالت اور دماغی قابلیت کافی نہ تھی ، اس لئیے جس گروہ سے متعلق جو کام مقرر کیا گیا ، اس کے موافق اس کو دماغی اور جسمانی قابلیت عطا کی گئی ۔ (12)

اسلام نے عورت اور مرد دونوں کے لئیے الگ الگ میدانِ عمل اور دائرۂ وظائف مقرر کیا ہے ۔ عورت کے بدن میں ہی نہیں ، مزاج اور فطرت میں بھی نرمی اور لطافت بھر دی گئی ہے ۔ اس لئیے کہ اس کے ذمہ گھر کی نگہداشت اور بچوں کی پرورش و تربیت کی ڈیوٹی رکھی گئی ۔ اگر گھر کی حدود سے باہر سرگرمیوں میں اسے جوت دیا جائے تو اس کا ذہن و فکر اسے بے شمار منفی نتائج تک پہنچا سکتا ہے ۔ (13)

اپنے مزاج اور ساخت کے اعتبار سے مرد اور عورت ایک دوسرے سے کچھ اس طرح مختلف واقع ہوئے ہیں کہ وہ صرف اپنے بنیادی وظائفِ حیات کو ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔ (14)

اسلام نے انسانی معاشرے میں افراط و تفریط کو ختم کر کے انسان کو اعتدال کے فطری نقطے پر قائم کیا۔ جس کا جو حق تھا وہی اس کو دیا گیا۔ جور و ستم کی چکیوں میں پسنے والی صنفِ نازک کو بھی پوری قوت کے ساتھ اسلام نے دامنِ حیات کے سائے میں لیا اور ناموسِ نسوانی کی قدروقیمت کو زندہ کیا۔ (15)

اسلام عورت کی جداگانہ تخلیق کو فطرت کا ایک بامعنی اور بامقصد فعل قرار دیتا ہے۔ (16)

"لہٰذا اسے کسی بھی طرح کم درجے کی مخلوق سمجھنا درست نہیں"۔ (17)

اس کے برعکس اسلام نے ماں ہونے کی حیثیت سے عورت کو یہاں تک عزت دی کہ والدین میں سب سے زیادہ حق ماں کا ہے۔ (18)

بیٹی کے ساتھ رحمت و شفقت کا سلوک بھی شریعت کا واضح اصول ہے۔ (19)

غرض اسلام نے عورت کی حیثیت اور حقوق و فرائض متعین کر کے اسے مردوں کے بے جا استحصال سے محفوظ کر دیا ہے۔ (20)

عورت کے لئیے دین کے بنیادی اصول و قواعد اور اوامرو نواہی سے واقف ہونا ضروری ہے اور یہ سب کچھ تعلیم ہی سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ حضور نے تو لونڈیوں تک کو علم سکھانے کا حکم دیا ہے۔ (21)

عہدِ نبوی میں عورتوں میں علم کی طلب اس قدر تھی کہ حضور نے ہفتے میں ایک دن عورتوں کی تعلیم کے لئیے مقرر کر دیا تھا۔ (22)

تعلیمِ نسواں کی ضرورت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اپنے اعمال کی جواب دہی کی ذمہ دار بھی عورت خود ہی ہے لہٰذا اسے بھی تعلیم کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ مرد کو تاکہ وہ دین کو سمجھ کر پورے شعور کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہو سکے ۔ (23)

اسلام دنیا کا پہلا دِین ہے جس نے مرد کی طرح عورت کے لئیے بھی تعلیم حاصل کرنا فرضِ عین قرار دیا ہے۔ (24)

قرآن میں سورتہ تحریم میں ہے ۔ (ترجمہ) اے ایمان والو ! اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو جنہم کی آگ سے بچاؤ ۔ (25)

ظاہر ہے کہ اس کا ذریعہ سوائے تعلیم و تربیت کے اور کوئی نہیں ہے۔یہاں یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ "اہل "سے مراد اصلاً بیوی ہے۔گویا نسلوں کی کردار سازی اور بچوں کی تربیت ، عورت کا اہم فریضہ ہے۔ (26)

عورتوں کی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت اس سے واضح ہوتی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے دو یا دو سے زیادہ بچیوں کی صحیح تعلیم و تربیت کی اور اُنہ پر بیٹوں کو ترجیح نہ دی تو وہ جنت میں میرے ساتھ اس طرح ہو گا۔ جیسے یہ دو اُنگلیاں ۔ (27)

معاشرے میں عورت کا ایک خاص کردار اور ایک خاص دائرۂکار ہے۔اس لئیے عورت کے ساتھ ہرگز یہ خیر خواہی نہیں ہے کہ اسے اس کے فطری دائرۂکار سے نکال کر غیر فطری دائرۂکار میں پہنچا دیا جائے ۔ جہاں اس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ سراسر نقصان ہے ۔ عورت جب تک عورت ہے وہ ماں بننے ، حمل و رضاعت کی تکلیفیں برداشت کرنے ، حیض و نفاس کی کیفیات سے گزرنے پر مجبور ہے ۔اِن مشکلات اور پیچیدگیوں میں مرد اس کا بالکل

ساتھ نہیں دیتا ۔اس کے ساتھ مرد کی ذمہ داری بھی اس پر ڈال دینا زیادتی ہے۔ (28)

چنانچہ عورت کو تمام ایسے فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا ہے ۔جو بیرونِ خانہ کے امور سے متعلق ہوں ۔ (29)

عورت اور مرد کے جُداگانہ فرائض اور تحدیدات دونوں کیلئے الگ الگ تعلیم کا تقاضا کرتی ہیں ۔مخلوط تعلیم کے پسِ پشت مساواتِ مرد و زن کا بالکل بے بنیاد اور غلط نظریہ کار فرما ہے کہ سب کو برابر اور ہر لحاظ سے یکساں اور مساوی قرار دیا جائے ۔ عورت اور مرد جسمانی ساخت ، نفسیات اور سماجی فرائض کے لحاظ سے علیحدہ شخصیات کے حامل ہیں ۔ معاشرے میں دونوں کے علیحدہ علیحدہ رول و کردار ہیں ۔تو پھر دونوں ایک جیسی تعلیم کے مستحق کس طرح قرار دئیے جا سکتے ہیں ؟ (30)

اسلامی نقطۂ نظر سے عورت کی صحیح تعلیم و تربیت وہ ہے جو اس کو بہترین بیٹی ، بیوی ، بہن ، بہترین ماں اور بہترین گھر والی بنائے ۔اس کو اس رول کیلئے تیار کرنا مسلم معاشرے کی سب سے بڑی ضرورت ہے ۔ (31)

عورتوں سے صاف کہا گیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت کی طرح گھروں سے باہر نہ نکلیں ۔ ایسے معاشرے میں مخلوط تعلیم کا گزر کیسے ہو سکتا ہے ؟ مسلم معاشرے کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ عورتوں کے لئے ایسے نظامِ تعلیم کو رائج کرے ۔جس کے وسیلے سے وہ اپنے تمدّنی فرائض ادا کر سکیں ۔ (32)

تعلیمِ نسواں کے خاطر خواہ انتظام کے بغیر بھلا کسی مہذب معاشرے کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے ؟ تعلیم ہی تو وہ عمل ہے جس کے ذریعے فرد اور معاشرہ دونوں کو حُسنِ کمال

کی تحصیل و ابلاغ کے قابل بنایا جاتا ہے۔اور یہی حُسنِ کمال تہذیب کی جان ہے ۔ اور یوں تعلیم تہذیب کی ماں ہے۔تعلیمِ نسواں کے ضمن میں ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ اس کے انتظام و انصرام میں قائدانہ کردار خود عورتوں کو ادا کرنا چاہئیے ۔ (33)

"نفسیاتِ جنس کے ماہرین عورتوں اور مردوں کے فکری اور عملی پہلوؤں میں اختلافات کی نشان دہی کرتے ہیں ۔کیا یہ اختلاف نصاب کی ترتیب میں ، مضامین کے انتخاب میں ، تعلیم گاہوں کے انتظام میں ، نظم و ضبط کے مسائل میں ، استاد کے طریقۂ تعلیم میں ، امتحانات کے طریقے میں ،غرض تعلیم کے ہر ہر جزو میں علیحدہ طریقۂ کار کا تقاضا نہیں کرتا ؟ (34)

طب ، انجینئرنگ اور تربیتِ اساتذہ کی طرح تعلیمِ نسواں بھی ایک اختصاصی شعبہ ہے ، لہٰذا اس کی تنظیم و تشکیل جداگانہ انداز پر کی جانی چاہئیے ۔ اس کیلئیے معاشرتی اور نفسیاتی اساسیات کا شعور اور ان پر خصوصی تحقیق انتہائی ضروری ہے "معاشرتی نقطۂ نظر سے یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہئیے کہ معاشرے میں عورتوں اور مردوں کے اشتراکِ عمل کے مواقع کے ساتھ ساتھ ان کی ذمہ داریوں اور وظائف کی بعض صورتیں ایک دوسرے سے الگ ہیں ۔ اور الگ اختصاصی تربیت کا تقاضا کرتی ہیں ۔ نفسیاتی اعتبار سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ عورتوں کی ضرورتوں اور دلچسپیوں کا دائرۂ کار بہر حال اپنی بعض نمایاں خصوصیات رکھتا ہے ۔ عورتوں کا جہان کچھ جداگانہ تقاضے رکھتا ہے اور اس کی اپنی کچھ حدود ہیں ۔ تعلیمی منصوبہ بندی اور انتظامیات میں ان امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ (35)

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ ہم نے ابھی تک اس مسئلے پر غور نہیں کیا اور تاحال

خواتین کی الگ انتظامیہ کے بارے میں کوئی عملی شکل سامنے نہیں آئی ۔اور اس بارے میں کسی قسم کا کوئی مربوط اور مکمل تنظیمی ڈھانچہ بھی موجود نہیں ہے۔پاکستان میں موجودہ صورتِ حال ملی جلی قسم کی ہے ۔نظامتِ تعلیم پنجاب (سکولز) میں ناظمِ تعلیم (ابتدائی و ثانوی) دونوں مرد حضرات ہیں ۔ پورے پنجاب میں صرف ایک خاتون ایسی ہے جسے ڈویژن کی سطح پر ڈائریکٹر سکولز لگایا گیا ہے۔ضلعی سطح پر بھی کچھ خواتین کو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز (D.E.O.) کے طور پر کھپانے کی کوشش کی گئی ہے۔زیادہ تر اِن کو ڈپٹی ڈی ۔ای ۔ او رکھا گیا ہے ۔صوبائی سطح پر کوئی خاتون ناظمِ تعلیمات نہیں ہے ۔ آج کا دور سپیشلائزیشن کا ہے ۔وقت کا تقاضا ہے کہ ہر پہلو کے اپنے اپنے تقاضوں کو مدِّنظر رکھ کر عملی کام کا آغاز کیا جائے ۔اس کے لئیے ضروری ہے کہ ہر شعبہ کے اپنے مسائل اور تقاضوں کو زیرِ غور لاکر اس کی اہمیت کو اجاگر کریں ۔ تاکہ حسبِ ضرورت استفادہ کیا جا سکے ۔اس اہمیت اور تقاضے کے پیشِ نظر اس تحقیقی مقالے میں تعلیمِ نسواں کے انتظام و انصرام کی جداگانہ تشکیل کے امکانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

بیـــان مسئـلہ

اس تحقیق کا مقصد پاکستان میں تعلیمِ نسواں کےانتظام و انصرام کی جداگانہ تشکیل کے امکانات کا جائزہ لینا ہے ۔

مقـاصـد تحـقیق

1 ۔ تعلیمِ نسواں کی جداگانہ نوعیت کی اساسیات کا جائزہ لینا ۔

2 ۔ تعلیمِ نسواں کی جداگانہ انتظامات کے مسائل کا جائزہ لینا ۔

3 - تعلیمِ نسواں کی جداگانہ انتظامات کے امکانات کا جائزہ لینا -

4 - تعلیمِ نسواں کی جداگانہ انتظامات کی ہئیت وضع کرنا اور اس کے لئیے ایک ماڈل تجویز کرنا -

اہمیتِ موضوع

تعلیم نسواں ایک انتہائی اہم بحث ہے - طبقہ نسواں کے متعلق آراء و تصورات میں بڑا ابہام اور تضاد پایا جاتا ہے-کہیں تو یہ کہا جاتا ہے کہ عورت کے لفظ میں چھپنے کا مفہوم پایا جاتا ہے لہٰذا عورت کو پردے میں رہنا چاہئیے -"

کہیں اس کے برعکس یہ تصور پایا جاتا ہے کہ عورت کسی بھی مرد سے مختلف نہیں - لہٰذا ہر شعبۂ زندگی میں اسے مردوں کے شانہ بشانہ عملی جدوجہد میں شریک ہونا چاہئیے - اس میں کونسا نقطۂ نظر کتنا صحیح ہے ؟ اس کا تعین زیرِ نظر تحقیق سے ہو سکے گا اور اسی تحقیقی بنیاد پر طبقہ نسواں کی حیثیت کے حوالے سے اس کی تعلیم و تربیت کا تعین کیا گیا ہے -اور اس حوالے سے اس کی تعلیمی انتظامات کا ایک خاکہ بھی تجویز کیا گیا ہے-یوں یہ تحقیق تعلیمی لٹریچر میں ایک علمی اضافے کا باعث ہو گی - اور عملی اعتبار سے تعلیمی منصوبہ بندی کے ذمہ داران اور تعلیمی منتظمین کیلئے اساسی تحقیقی مواد کا کام دے گی -تعلیمِ نسواں کے جداگانہ انتظام و انصرام کے حوالے سے اس تحقیق کے وسیلے سے ایک ٹھوس اور مربوط نظام وضع کیا جا سکے گا- جس سے نہ صرف خواتین کی تعلیمی صورتحال بہتر ہو گی بلکہ پڑھی لکھی خواتین کی سماجی فعالیت اور افادیت میں اضافہ ہو گا اور وہ معاشرے میں اپنا رول بہتر طور پر ادا کر سکیں گی- زیرِ نظر تحقیق کے ذریعے مخلوط تعلیمی ڈھانچے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مذہب و ثقافت سے متعلق مسائل بھی حل ہو سکیں گے -

تحدید موضوع

زیرِ نظر تحقیق کو سکول کی سطح تک محدود رکھا گیا ہے۔ اور سکول سے مراد یہاں پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک تعلیم فراہم کرنے والے ادارے ہیں۔

طریقِ تحقیق

زیرِ نظر تحقیق بیانیہ نوعیت کی ہے اس میں ایک اہم مسئلے کو موجودہ حالات کے تناظر میں دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم اس میں چونکہ موضوع کا تاریخی تناظر میں بھی جائزہ لیا گیا ہے اس لئیے اس میں تاریخی تحقیق کو بھی بروئے کار لایا گیا ہے۔ اولاً متعلقہ لٹریچر کے جائزے کی روشنی میں تعلیمِ نسواں کی ضرورت و اہمیت کی وضاحت اور تعلیمِ نسواں کی جداگانہ حیثیت کی تعین کی گئی ہے۔ پھر تعلیمِ نسواں کی جداگانہ انتظامی ہئیت اور نظامِ نگرانی کی جداگانہ ہئیت وضع کی گئی ہے اور سکول کی سطح پر خواتین کی الگ انتظامات کیلئیے ایک ماڈل تجویز کیا گیا ہے۔

مجوزہ ماڈل کے ساتھ مختلف شعبوں کے ماہرین اور اہل الرائے کو ایک "رائے نامہ" ارسال کیا گیا تھا تاکہ ان کی آرا اور رویوں کی روشنی میں مجوزہ ماڈل کو بہتر بنایا جا سکے۔ اسی طرح چند شخصیات کے انٹرویو بھی کئیے گئے تاکہ تعلیم نسواں کے مجوزہ ماڈل کی تطہیر و تہذیب کے لئے مضبوط اساس فراہم کی جا سکے۔

مطالعہ کی تنظیم

پہلا باب تحقیق کے تعارف سے متعلق ہے۔ اس میں تحقیق کے پس منظر، جواز، مقاصد، اہمیت اور تحدیدات کے بارے میں مختصر جائزہ شامل ہے۔

بابِ دوم:۔ عورت اور تعلیمِ نسواں کو تاریخی تناظر میں دیکھا گیا ہے۔ اس میں مختلف معاشروں اور ادوار میں عورت کی حیثیت کا احاطہ کیا گیا ہے۔ خصوصی طور پر اسلام میں تعلیمِ نسواں کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

تیسرا باب خواتین کی جُداگانہ تعلیم سے متعلق ہے۔ اس میں اُن حیاتیاتی، نفسیاتی اور سماجی مسائل کا تجزیہ کیا گیا ہے جو عورتوں کی علیحدہ تعلیم کی راہ میں حائل ہیں۔

چوتھا باب خواتین کے لئے علیحدہ نصاب، علیحدہ تعلیمی اداروں اور علیحدہ سٹاف کی ضرورت اور اہمیت سے متعلق ہے۔ اس میں اُن امکانات کا احاطہ کیا گیا ہے جو عورتوں کے لئے جُداگانہ نظامِ تعلیم کے ذیل میں آتے ہیں۔

پانچواں باب خواتین کی علیحدہ تعلیم کی انتظامیہ سے متعلق ہے۔ اس میں موجودہ تعلیمی انتظامی ہیئت میں عورتوں کی شرکت اور حیثیت کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ اُن وجوہ کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ جو خواتین کی تعلم کی جُداگانہ تنظیم کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

چھٹا باب خواتین کی تعلیم کے نظامِ نگرانی سے متعلق ہے۔ اس میں اُن امور کا جائزہ لیا گیا ہے جو خواتین کے اپنے تعلیمی نظامِ نگرانی کے قیام میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

ساتواں باب پاکستان میں تعلیمِ نسواں کے جُداگانہ انتظام و انصرام کے ماڈل سے متعلق ہے۔ اس ماڈل میں خواتین انتظامیہ، تدریس، نگرانی اور بجٹ ایسے عناصر کا احاطہ کیا گیا ہے۔

ماڈل کی پیش کش سے پہلے اس میں ایک تعلیمی سروے کا حوالہ ہے۔ جو پاکستان

کئی نامور شخصیات کی آرا سے متعلق ہے۔ 25 بیانات پر مشتمل رویے کی سکیل کے وسیلے سے 36 شخصیات کی عورتوں کے لئے جُداگانہ تعلیم کے بارے میں آرا اکٹھی کی گئیں۔ اور ان کا شماریاتی تجزیہ پیش کیا گیا۔ رویے کی سکیل، کے علاوہ چند اہم شخصیات کے انٹرویوز کے نتائج سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

آخر میں مستقبل کے محققین کی رہنمائی کے لئے چند سفارشات دی گئی ہیں۔ تاکہ ان کی روشنی میں اس مسئلے پر آئندہ ہونے والے تحقیقی کام کو آگے بڑھایا جا سکے۔

حــــوالـــہ جــــات

1 ۔ پروین اختر ، "صدر معلم بحثیت کلیدی معلم" ، تعلیم مسلسل ، ص۔ 4

2 ۔ ایس ایم شاھد ، فلسفہ و تاریخ تعلیم (مقدمہ) ، ص۔ 11

3- Louis Fischer + Donald R. Thomas, Social Foundations and Educational Decisions, P- 344.

4- Zulfiqar Ahmad + Robert J. Carrul, Public Administration of Schools in West Pakistan, P. 14.

5- Bakhtiar Husain Siddiqui, Education in Islamic Perspective, P. 14.

6 ۔ احسان الحق ، تعلیم متعلمین ـــــ سید مودودی کی نظر میں ، ص ، 47 ۔ 48

7 ۔ القرآن ، سورۃ النساء آیت نمبر 1

8 ۔ جلیل احسن ندوی ، راہِ عمل ، ص۔ 154

9 ۔ متین طارق ، خواتین اور اسلام ، ص ، ۔ 89

10 ۔ عبدالقیوم ندوی ، خاتونِ اسلام کا دستورِ حیات ، ص۔ 54

11 ۔ سید جلال الدین انصر عمری ، عورت اور اسلام ، ص۔ 13 ۔ 14

12 ۔ ابوالکلام آزاد ، مسلمان عورت ، ص 7 و 19

13 ۔ منیر احمد خلیل ، عورت اور دورِ جدید ، ص 130 ۔ 131

14 ۔ محمد قطب ، اسلام اور مغرب کے شکوک و شُبہات ، ص۔ 186

15 ۔ محمد ظفر الدین ، اسلام کا نظامِ عفت و عصمت ، ص۔ 44

16 ۔ ناصرہ وھاب ، اسلامی معاشرے میں عورت کی حیثیت اور دائرۂ کار ، ص 19 ۔ 20

17 ۔ عارفہ صبح خان ، روز نامہ جنگ ، لاہور ، 2 نومبر 1992 ، ص 1

18 ۔ حمیرا اسما ، پُسکار ، ص 19

19 ۔ خالد علوی ، اسلام کا معاشرتی نظام ، ص ۔ 180

20 ۔ شہیدہ محسن ، عورت قرآن کی نظر میں ، ص ۔ 6

21 ۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی ، پردہ ، ص 247

22 ۔ ثمر فاطمہ ، "کلامِ اقبال میں مسلمان خاتون کا تصوّر" ، ماہنامہ افکارِ معلم ، لاہور ، جلد 3 ، شمارہ 7 ، ص 29

23 ۔ عبدالقیوم ندوی ، خاتونِ اسلام کا دستورِ حیات ، ص 154

24 ۔ عبدالرحمان خان ، عورت انسانیت کے آئینے میں ، ص 30

25 ۔ القرآن ، سورہ تحریم ، آیت نمبر 6

26 ۔ سید جلال الدین انصر عمری ، عورت اسلامی معاشرے میں ، ص 96

27 ۔ جلیل احسن ندوی ، راہِ عمل ، ص ۔ 240

28 ۔ سید جلال الدین انصر عمری ، عورت اسلامی معاشرہ میں ، ص 96

29 ۔ مولانا مودودی ، پردہ ، ص 337 ۔ 338

30 ۔ احمد انس ، مخلوط تعلیم ، ص 83

31 ۔ ادارہ مطبوعاتِ تعلیم ، مخلوط تعلیم ، ص 83

32 ۔ روبینہ ناز ، جُداگانہ نظامِ تعلیم ، ص 15 ۔ 16

33 ۔ حفیظ الرحمن صدیقی ، روز نامہ ، مساوات لاہور ، 4 دسمبر 1994ء ، ص 1

34 ۔ احمد انس ، مخلوط تعلیم ، ص 35

35 ۔ سلطان جہاں بیگم ، تعلیمِ نسواں کا نصاب ، ص 6